بچوں کی تربیت

سیرت طیبہ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر مخدوم محمد روشن صدیقی
اسسٹنٹ پروفیسر: ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر
گورنمنٹ کالج حیدرآباد (کالی موری)

Abstract

Training of Childrens In The Light of The Life of Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

It is believed that man's later life depends much on the principle of the way he spends his childhood. The Better our childhood experiences are the better in our life. Thus, Providing Ideal childhood Environment means to produce healthy and sincere individuals for the society.

Children are the most precious thing under the sun. Islam knows this fact that it urges every one of us that we must provide all the means and education that should play vital role in developing the personality and character of our future generation. It is our outmost responsibility that we must enlighten the heart of our sons and daughters with the ideals of Islam and its shariat. Because this divine law enjoins us that we must pave the way for the growth and development of Children.

ہم میں سے ہر شخص بہ خوبی جانتا ہے کہ انسان کے مستقبل کا تمام تر دارومدار بچپن پر ہوتا ہے۔ انسان کا بچپن جتنا اچھا گذرے گا اس کی زندگی اتنی ہی اچھی ہوگی۔ بہترین اور درخشندہ مستقبل کے لئے بچپن کا صحیح سمت میں چلنا لازمی ہے۔

بچے روئے زمین کا قیمتی ترین سرمایہ ہیں، اسی لئے اسلام نے بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت پر انتہائی زور دیا ہے۔ نیز انسان کو اس بات کا بھی مامور کیا ہے کہ وہ ان کی تادیب وتہذیب میں قطعاً غفلت کا مرتکب نہ ہو اسی لئے شریعت اس تعلیم کی طرف ہماری توجہ کراتی ہے جس کا نفع دین اور دنیا دونوں پر مشتمل ہو۔ سب سے پہلی بات جو بچوں کے کانوں میں ڈالی اور سکھائی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا مبارک، پاکیزہ نام ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے" بچوں کے کان میں سب سے پہلے کلمہ" لا الہ الا اللہ" کی آواز ڈالو"۔

آپ ﷺ نے خود بھی ایسا فرمایا تھا، حضرت ابورافع ؓ فرماتے ہیں:" میں نے آپ ﷺ کو اذان دیتے سنا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی ؓ کے کان میں اذان دی جب حضرت فاطمہ ؓ کے بطن سے آپ ؓ کی پیدائش ہوئی۔

ایک اور حدیث میں مذکورہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن ؓ کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی (۱)۔

شاید اپنے نواسے کے کان میں اذان دینے کی حکمت آپ ﷺ کے پیش نظر یہ ہو کہ بچے کو سب سے پہلے وہ کلمات سنانے چاہئیں جس میں توحید و رسالت کی شہادت ہو کیوں کہ دینی و دنیوی ہر قسم کی فلاح انہی شہادتین پر موقوف ہے۔ گویا دنیا میں داخل ہوتے ہی بچے کو شعائر اسلام کی تلقین کی جارہی ہے اسی طرح دنیا سے جاتے ہوئے بھی انسان کو کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہی اسلامی حکمت اور انسانی سعادت کی عظیم تربیت ہے۔

تربیت کے مختلف معانی ہیں، نشونما پانا، مہذب بنانا، تعلیم دینا، غذا رسانی، بلند ہونا وغیرہ وغیرہ۔

ربی تربیۃ کا معنی ہونا نشونما پانا، ربی اصل میں ربب تھا۔ بائے ثانی کو تخفیف کی غرض سے ی سے تبدیل کردیا۔ قرآن کریم میں جو ربیانی مذکورہ ہے وہ اسی مادہ سے بنا ہے۔

{وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا} (۲)

اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے
جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا اور پرورش کیا ہے"

اور "نربك" بھی اسی مادہ سے معرض وجود میں آیا ہے۔

{ قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّكَ فِيۡنَا وَلِيۡدًا وَّلَبِثۡتَ فِيۡنَا مِنۡ عُمُرِكَ سِنِيۡنَ } (۳)

"فرعون کہنے لگا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا؟ اور تم اپنی عمر میں برسوں ہم میں رہے"

عام طور پر تربیت سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ تربیت انسانی زندگی کے مختلف ادوار کے ان اثرات کا نام ہے جو انسانی جسم، عقل اور تخلیق پر مرتب ہوں خواہ قصداً ہوں یا ازخود۔

انسانی زندگی کے مختلف ادوار میں وہ دور شامل ہے جو دور انسان کو ولادت سے قبل ماں کے پیٹ میں حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت کے اثرات کو بھی تربیت کے عام معنی میں شامل سمجھا جائیگا۔ اسی طرح ولادت سے لے کر موت تک تمام اثرات تربیت انسانی کا حصہ ہیں۔

تربیت ایک اجتمائی نظام ہے۔ اسلامی تربیت کی اساس دو چیزیں ہیں۔

قرآن کریم اور سنت رسول امین ﷺ آپ ﷺ نے امور تربیت کو اپنے فرامین کی روشنی میں خوب واضح فرمایا ہے اور اپنی امت کی اس سلسلہ میں بھی خوب رہنمائی فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ بچوں کی تربیت اور انہیں اخلاق حسنہ سکھانے پر کتنا زور دیا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ بچے کے دل میں بچپن ہی سے اعمال صالحہ کا شوق ڈال دیا جائے اور بچپن ہی سے اسے صدق و امانت اور بڑوں کے احترام کی تعلیم دی جائے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔" وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کے حقوق نہ پہچانے" (۴)۔

بچہ والدین کے پاس ایک قیمتی امانت ہے، بچہ ایک صاف تختی کی مانند ہے جس پر آپ جو چاہیں تحریر فرمادیں۔ بچہ صاف دل کا مالک ہوتا ہے جس میں خیر و شر دونوں سما سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:" ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں" (۵)۔

اسی لئے والدین کو بچوں کی حسن تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی کا آنحضرت ﷺ حکم فرماتے ہیں۔ ارشاد گرامی ہے" بچوں سے جدا نہ رہو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی بھی بیٹے کو اپنے والد

کی جانب سے حسن ادب سے بہتر کوئی چیز وراثت میں نہیں ملتی (٦)۔

چنانچہ والدین سے پوچھا جائیگا کہ بچوں کو اخلاق حسنہ اور اچھی عادات کی تعلیم دی یا نہیں؟ بچوں کو قرآن کریم حفظ کی تعلیم دے کر ان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ قوی کیا یا نہیں؟ اور ان میں عبادات کا شوق پیدا کیا یا نہیں؟

بچے کی تربیت کا پہلا مرحلہ جسے اہم ترین مرحلہ کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ بچوں میں اچھی عادات پیدا کی جائیں اور انہیں ہر چیز کے آداب سکھائے جائیں۔ مثلاً گفتگو کے آداب سوال کرنے کے آداب اور کھانے کے آداب وغیرہ کہ دسترخوان پر لڑائی جھگڑا نہ کریں، کھانا مکمل کھانے کے بعد الحمد اللہ پڑھیں۔ انہیں آداب کی طرف آنحضرت ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا آنحضرت ﷺ کی گود میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! اللہ کا نام لے، دائیں ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا (٧)۔

نیز بچے کی گھٹی میں یہ بات بھی ڈالی جائے کہ وہ رات کو جلدی سوئے اور صبح جلدی اٹھے۔ جب اس کی عمر سات سال کی ہوجائے تو اسے طہارت، وضو اور نماز کی تعلیم دی جائے اور اسے ترغیب دی جائے کہ وہ وقت پر نماز ادا کرے۔ جب اس کی عمر دس سال کو پہنچ جائے تو اب دوسرا قدم اٹھایا جائے کہ نماز چھوڑنے پر تادیبی کاروائی بھی کی جائے، اور بچے کا بستر الگ کردیا جائے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب ان کی عمر سات سال ہوجائے اور نماز کے ترک پر انہیں مارو جب دو دس برس کے ہوجائیں اور ان کے بستروں کو الگ الگ کردو"۔(٨)

بچے کی تربیت کا ایک اہم ترین پہلو یہ بھی ہے کہ ہم بچے کے فطری میلان کو بھی پیش نظر رکھیں، ہم اس میلان کا فائدہ اٹھا کر بچے کی بہتر تربیت کرسکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بچے کی جائز تعریف بھی کریں۔ کیوں کہ ہر انسان میں یہ فطری مادہ ہے کہ وہ اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی ہو، اور اس کے فوائد و نقصانات سے خبرداری بھی ہوتا کہ بچے میں معاملہ شناسی پیدا ہوسکے، جو اس کی عظیم شخصیت کی نشونما میں بہت کارآمد ثابت ہوگی۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بہترین آداب سکھائے۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ پھر تعلیم دو"۔

حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں: "ادب عقل کا نور ہے جیسے آگ اندھیرے میں آنکھ کے لئے نور بن جاتی ہے"۔ ایک مقولہ ہے کہ ادب آباؤاجداد سے حاصل ہوتا ہے اور نیکی اللہ کی طرف سے نیز یہ بھی مقولہ ہے "جو شخص اپنے بچے کو بچپن میں ادب سکھاتا ہے وہ بچہ بڑا ہوکر اس کی آنکھیں

ٹھنڈی کرتا ہے"۔ بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے: جسے والدین ادب نہ سکھائیں اسے زمانہ ادب سکھا دیتا ہے(۹)۔

حضرت علی بن طالبؓ اس آیت کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں:

{یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِیكُمْ نَارًا} (۱۰)

اے ایمان والوں تم اپنے کو اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔

یعنی انہیں ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔ کسی شاعر نے عربی میں خوب کہا کہ

قد ینفع الادب الاحداث فی مهل
ولیس ینفع بعد الکبرة الادب
ان الغصون اذا قومتها اعتدلت
ولا تلین اذا قومتها الخشب (۱۱)

یعنی" بچپن میں ادب سکھانے کا فائدہ ہے۔ جب عمر بڑی ہوجائے پھر ادب سکھانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ گیلی لکڑی کو جب سیدھا کروگے تو سیدھی ہوجائے گی لیکن خشک لکڑی سیدھا کرنے سے سیدھی نہیں ہوسکتی"۔

خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بچپن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے افضل ترین تربیت فرمائی اور بڑی عمر میں اعلیٰ ترین اخلاق پر فائز فرمایا تاکہ آنحضرت ﷺ سے رہبری عالم کا کام لیا جاسکے۔

ہر شخص آنحضرت ﷺ کے بچپن سے بہ خوبی واقف ہے۔ آپ ﷺ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا، پھر چند سال کے اندر اندر آپ ﷺ کی والدہ بھی چل بسیں۔ آپ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں آگئے۔ لیکن بہت جلد ان کا سایہ شفقت بھی سر سے اٹھ گیا، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کا نمونہ تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ظاہری اسباب ختم فرما کر خود دستگیری کرنا چاہتے تھے۔

اسی لئے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے عجیب و غریب کرشمے دکھائی دیتے ہیں۔ نیز بچپن اور بڑی عمر دونوں میں آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت موسلا دھار بارش کی مانند برستی دکھائی دیتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی نظر رحمت میں بچوں اور ان کے بچپن دونوں کی بڑی اہمیت تھی، اور یہ احساس اہمیت صرف اپنے قریبی بچوں تک ہی خاص نہیں تھا بلکہ بلا امتیاز آپ ﷺ بچوں کو ان کا مقام

عطاء فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن حارث بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبید اللہ بن عباسؓ دونوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے ارشاد فرماتے: جو مجھ تک پہلے پہنچے گا اسے یہ یہ ملے گا" وہ دونوں دوڑتے اور آپ ﷺ کی پیٹھ اور سینہ پر چڑھتے آپ ﷺ انہیں چومتے اور اپنے ساتھ لپٹا لیتے۔

حضرت علیؓ آپ ﷺ کے نواسوں پر لطف و کرم اور حسن تربیت کا ذکر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک روزہ جنازہ کی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپس میں الجھتے نظر آئے حضرت علیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاباش! حسینؓ! حسنؓ کو پکڑلو۔ حضرت جبرائیل حضرت حسنؓ کو جبکہ آنحضرت ﷺ حسینؓ ایک کو دوسرے کے خلاف ابھار رہے تھے تاکہ دونوں کا ایک ایک سپورٹر ہو۔

آنحضرت ﷺ بذات خود بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ آپ ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیتے تھے۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ چار پاؤں پر چل رہے ہیں اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہیں اور آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں تمہاری سواری (اونٹ) ہے اور تم دونوں بہت اچھے سوار ہو (۱۲)۔

آنحضرت ﷺ کا برتاؤ دیگر صحابہ کرامؓ کے بچوں کے ساتھ بھی ایسا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ شدید محبت رکھتے تھے اور یہی محبت ان کی سعادت دارین کا سبب بنی۔

مثلاً حضرت عطاء بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ جب مدینہ منور تشریف لائے تو چھوٹی عمر کے تھے۔ آپؓ کو چیچک کے مرض نے آ پکڑا۔ اس کی رینٹ ان کے منہ پر دکھائی دیتی تھی۔ حضرت عائشہؓ انہیں گند آلود سمجھتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ایک روز گھر داخل ہوئے ان کے چہرے کو دھویا اور انہیں چوما، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ واللہ میں اب حضرت اسامہؓ کو کبھی دور نہیں کروں گی۔

حضرت عائشہؓ حضور اکرم ﷺ کی حسن تربیت کا ایک اور نقشہ اس طرح کھینچ کر ارشاد فرماتی ہیں حصرت اسامہؓ بن زیدؓ دروازہ کی چوکھٹ سے پھسلے جس سے آپؓ کے سر میں زخم آ گیا۔ مجھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کا خون صاف کردو مجھے وہ گند آلود معلوم ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے خود خون صاف کرنا شروع کیا اور ان کے چہرے پر لعاب ڈالا اور فرمایا اگر اسامہ لڑکی ہوتا

تو میں اسے کپڑے اور زیور پہناتا۔

اس طرح کی تربیت سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے جو ساری زندگی اس کے کام آتی ہے کیوں کہ اگر کوئی شخص کسی بچے کے ساتھ شفقت سے پیش آئے تو اس کے دل میں احساس محرومی پیدا نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ کی رحم وعطف سے بھرپور تربیت کسی بھی بچے کو ایک عبقری شخصیت بنانے کے لئے انتہائی کافی ہے۔ اسی سے بچے میں پوشیدہ صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں اور بچے میں عقلمندی اور ذوق سلیم پیدا ہوتا ہے۔

چھوٹا بچہ والدین کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کی امانت ہے۔ لہٰذا والدین اور دیگر مربی حضرات کے ذمے ضروری ہے کہ حالات کی تلخی سے پہلے پہلے بچے کی بہترین تربیت کا فریضہ سرانجام دیں۔ احنف بن قیس کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ بچوں کو دیگر کاموں میں مشغولیت سے پہلے تعلیم دو اگرچہ بڑی عمر کے لڑکے میں عقل زیادہ ہوتی ہے مگر اس کی دلی مشغولیت بھی تو زیادہ ہوتی ہے۔

مربی کے ذمہ ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بیان فرمودہ قوانین تربیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بچوں کی دینی تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے، بچے کو آنحضرت ﷺ کے ہدایت فرمودہ راستے پر گامزن کر کے اسے حضور اقدس ﷺ کا فرمان بردار بنائے، اگر مربی بچے کی تربیت کر کے اسے حضور اقدس ﷺ کے نقش قدم پر چلادے تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنا حق ادا کر دیتا ہے بلکہ اپنے کندھوں سے امانت کا بوجھ بھی اتار دیتا ہے۔ کیوں کہ حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی انسان دنیوی واخروی سعادات حاصل کرسکتا ہے۔

آپ ﷺ کے بیان کردہ راستے پر چلنا ہی تمام مسلمانوں کے روحانی اطمینان کا باعث ہے، کیوں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کی نجات اور انہیں حق راہ پر چلانے پر بہت زیادہ حریص تھے۔ خداوند عالم کا فرمان یقیناً برحق ہے ارشاد ہے:

{لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ} (۱۳)

"تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے مہربان ہیں"۔

ہوسکتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کفار کے عدم ایمان کے سبب افسوس کے باعث جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے بیشک آپ ﷺ ہدایت یافتہ رحمت ہی رحمت تھے، آپ ﷺ نے لوگوں تک ایمان

کی دعوت پہنچانے کے لئے اتنی مشقتیں اور تکالیف برداشت کیں جن کا تحمل پہاڑ بھی نہ کر سکتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلص مربی اور ناصح معلم تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز کو اتنی وضاحت سے بیان فرماتے تھے کہ وہ انسانی قلوب میں راسخ ہوجاتی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر انہیں سیدھے راستے پر چلا سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ میں چھوٹے اور بڑے سبھی برابر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت ہر اس مریض کے لئے باعث شفاء ہے جو سعادت دارین کا متمنی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے بچپن کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> " اے لڑکے ! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں ، اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت ، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا ، اللہ تعالیٰ کو یاد کر تو اسے اپنے روبرو پائے گا ، جب بھی تجھے سوال کرنا ہو تو اللہ سے سوال کر ، جب تو نے مدد مانگنی ہو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ ، جان لینا چاہیے کہ اگر ساری امت اس بات پر جمع ہوجائے کہ تجھے فائدہ پہنچائیں وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر اسی چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے میر یتیر ے لئے لکھ دیا ہے ، اور اگر تمام لوگ اس بات پر جمع ہوجائیں کہ تجھے نقصان پہنچائیں وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اسی چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے ، تو فراخی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر وہ تجھے تنگی میں یاد کرے گا جان لے کہ مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ اور آسانی مشکل کے ساتھ ہے" (۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کا ایک انداز دیکھیں۔ مدرسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کبار صحابہؓ بھی موجود ہیں اور چند ایک نو عمر صحابہ کرامؓ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمہ فیض سے استفادہ کررہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ اور بچوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے سامنے مومن کی اصل حقیقت اس سہل اور دلکش انداز میں بیان کی کہ سامعین محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اسی مجلس میں ایک نو عمر حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی موجود تھے ، وہی اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال اس سرسبز درخت جیسی ہے جس کے نہ پتے جھڑتے ہوں اور نہ چھال گرتی ہو۔ صحابہؓ عرض کرنے لگے فلاں درخت ہے ، فلاں درخت ہے ، میرا ارادہ ہوا کہ

میں کہوں وہ کھجور کا درخت رہے، پھر مجھے شرم محسوس ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

مربی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد بچے کو تربیت کے حوالہ سے یہ بات بتائے کہ آداب مجلس کی اعایت کتنی ضروری ہے اور مجلس کے آداب کیا کیا ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے جب صحابہ کرامؓ سے استفسار فرمایا کہ وہ درخت کون سا ہے جس کے ساتھ مومن کو مشابہت ہے ہے؟ ہر صحابیؓ نے اپنے زاویہ نظر کے مطابق اس سوال کو پرکھا اور اپنی سوچ کے مطابق اس کا جواب دیا۔ لیکن کوئی بھی صحابیؓ اسکا درست جواب نہ دے سکا، تاہم ایک چھوٹے سے بچے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ذہن رسا نے اس سوال کا جواب معلوم کرلیا، اگرچہ وہ اپنی شرم کے باعث جواب بتا نہ سکے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ مجلس میں موجود تھے لیکن سب خاموش بیٹھے رہے۔ محفل برخاست ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد ماجد حضرت عمرؓ سے کہا کہ میرے ذہن میں اس کا جواب آ گیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں شرم کے باعث بتا نہ سکا۔ تو آپؓ کے والد حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اگر تو جواب دے دیتا تو مجھے زیادہ پسند ہوتا بہ نسبت اس کے کہ مجھے فلاں فلاں چیز مل جائے"۔ حضرت عمرؓ کو اپنے بیٹے پر افسوس ہوا کہ انہوں نے جواب کیوں نہ دیا کیوں کہ باپ کو اپنے بیٹے کی ذہانت سے بہت خوشی ہوتی ہے۔ بالخصوص اگر وہ ذہانت ایسی پاکیزہ اور مبارک محفل میں ظاہر ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ذہن میں اگرچہ جواب آ گیا تھا لیکن وہ بڑوں کے شرم اور ان کی بڑائی کے سبب خاموش رہے۔ آپ ﷺ مومن کو درخت کھجور کے مشابہ اس لئے قرار دیا کہ اس کی بنیادیں مضبوط اور برکت عام ہے۔ وہ لوگوں کو فائدہ تو پہنچتا ہے مگر نقصان نہیں پہنچتا۔

مربی اس حدیث سے تربیت کی باتیں بچے کے سامنے بیان کرے کہ مومن میں بھلائی ہی بھلائی ہونی چاہیے۔ اسے چاہیے کہ وہ تمام لوگوں سے محبت رکھے اور انہیں فائدہ پہنچانے کے لئے کوشاں رہے۔ اور جیسے کھجور کے پتے نہیں اترتے اسی طرح مومن سے تقویٰ کا لباس نہیں اترنا چاہیے جیسے انسان کا ظاہری لباس اسے سردی گرمی سے بچاتا ہے۔ اسی طرح تقویٰ بھی انسان کے نفس اور دل کو محفوظ رکھتا ہے۔

مومن کو درخت کھجور کی مانند مسلسل عمل کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچانا چاہیے اس کے کسی قول وفعل سے دوسرے کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے، اسے چاہیے کہ فضولیات سے احتراز کرے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے سعادت وفلاح کے بلند مرتوں کو پر فائز فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کی تعریف بیان فرماتے

ہیں۔

{قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ} (۱۵)

"بالتحقیق ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغویات سے بچتے رہنے والے ہیں"۔

اسے چاہیے کہ مفید اور نافع بات کہے اور مفید اور نافع عمل کرے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان و مال سب کچھ قربان کردے، زمین میں فساد نہ پھیلائے اور نہ ہی مخلوق خدا کے خلاف سرکشی اختیار کرے۔ جیسے کہ کھجور نرمی کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنے کام میں مگن رہتی ہے۔ نہ وہ فساد پھیلاتی ہے اور نہی اسے فساد پھیلانے کے طریقوں کا علم ہے اسی طرح مومن کو چاہیے کہ ہر وقت ہر ایک کو نفع پہنچائے جیسا کہ کھجور جو ہر ایک کو ہر وقت فائدہ پہنچاتی ہے۔

مومن کو کھجور کے ساتھ اس لئے بھی مشابہت ہے کہ کھجور ہر حال میں فائدہ مند ہے، اس کے پھل کو کاٹ کر رکھ لیا جائے، برسوں کام آتا ہے۔ اس کے پتے رسی وغیرہ بننے میں کام آتے ہیں۔ اس کی گٹھلیاں جانوروں کے چارہ میں کام آتی ہے اور اس کی لکڑی آگ جلانے کے کام آتی ہے۔ اسی طرح مومن کو بھی چاہیے کہ وہ ہر حال میں دوسرے کو فائدہ پہنچائے حتیٰ کہ موت کے بعد بھی۔

ایک اور طریق تربیت جس کی رہنمائی مربی کے ذمہ ضروری ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے اور برے ساتھی کی مثال مشک فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی ہے۔ خوشبو فروش یا تو تمہیں خوشبو دیدے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا تمہیں اس کی خوشبو ہی حاصل ہو جائے گی، اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا تمہیں اس کی بدبو ہی آتی رہے گی۔

جیسے خوشبو سے انسان کو دلی فرحت اور سکون نصیب ہوتا ہے اسی طرح اچھا ساتھی بھی باعث اطمینان ہوتا ہے، اور برے ساتھی کی مثال بھٹی دھونکنے والے کی ہے جو خود بھی پریشان ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پریشان کرتا ہے۔ بھٹی دھونکنے والا ساری فضاء کو مسموم اور متاثر کردیتا ہے جس سے انسان کو گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح برا ساتھی بھی سارے ماحول کو خراب کردیتا ہے۔

یہ دو متضاد صورتیں ہیں انسان ان میں سے کسے اختیار کرے؟ مربی اس کی وضاحت کرے۔ اور بچوں کو اچھی صحبت کے فوائد اور برے صحبت کے نقصانات سے آگاہ کرے۔

میل ملاپ عادات کی منتقلی کا سبب ہے۔ جیسے کہ مرض ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اسی طرح عادات بھی ایک انسان سے دوسرے انسان میں پہنچ جاتی ہیں۔ امام غزالیؒ

فرماتے ہیں" طبیعتیں مشابہت اور اقتداء کو کھینچ لیتی ہیں بلکہ طبیعتیں تو چوری کرتی ہیں جس کا انسان کو علم بھی نہیں ہوتا"۔

اہل طب کا یہ قاعدہ مشہور ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔اسی لئے وہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ متعدی امراض میں مبتلا مریضوں سے دور رہیں اسی طرح انسان کو بری صحبت سے دور رہنا چاہیے، حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں" برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے اور اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے"۔

ہوسکتا ہے کہ بچے سوال کریں کہ اچھی ساتھی کی تعریف کیا ہے؟ اس کے جواب میں مربی کو چاہیے کہ وہ اچھے ساتھی کی صفات بیان کرے کہ اچھا ساتھی وہ ہوتا ہے جس کے پاس بیٹھنے سے دینی یا دنیوی فائدہ حاصل ہو۔یعنی اچھا ساتھی فاضل مومن ہی ہوسکتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: " تیرا ساتھی نہ بنے مگر مومن، تیرا کھانا نہ کھائے مگر متقی" (١٦) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو ان برے لوگوں کا ساتھ نہیں اختیار کرنے چاہیے جو گمراہ اور شیطان کی باتوں پر عمل پیرا ہیں، نیکیوں کا خیال نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دوستی سے منع فرمایا ہے۔

{ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هوه وكان امره فرطا} (١٧)

" اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے"۔

اچھا ساتھی وہ ہوسکتا ہے جو مسلمان عاقل، با اخلاق اور شریف طبیعت کا مالک ہو عاقل ساتھی ہی انسان کی متاع حیات ہے۔احمق اور بے وقوف کی دوستی میں سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فلا تصحب اخا الجهل • واياك واياه
فكم من جاهل اردى • حليما حين اخاه
يقاس المراء بالمراء • اذا ما المراء ماشاه (١٨)

" جاہل کو دوست نہ بنا، تو اس سے دور رہ اور خود کو اس سے دور رکھ، کتنے جاہل ایسے ہیں حلیم الطبع انسان سے دوستی لگا کر اسے ضائع کر دیتے ہیں؟ انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے"۔

اچھے دوست کے لئے عاقل کے ساتھ ساتھ با اخلاق ہونا بھی ضروری ہے تا کہ وہ شہوت، خواہش نفسانی اور غصہ وغیرہ کی رو میں بہہ کر کوئی غلط فیصلہ نہ کر بیٹھے، جب اس کی طبیعت میں شرافت اور

اخلاق حسنہ کے جوہر موجود ہونگے تو اس کی صحبت سے کامل فائدہ حاصل کیا جا سکے گا۔

اس موقعہ پر مربی کو چاہیے کہ وہ اخلاق حسنہ سے متعلق چند احادیث بچوں کو سنائے اور حدیث کے مشکل الفاظ کا ترجمہ بھی بتادیے، اور بچوں کو بتائے کہ اخلاق حسنہ سے ہی دینی و دنیوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ہم بھی چند ایک احادیث مربی کے لئے بیان کرر ہے ہیں تا کہ وہ بچوں کے ساتھ ان کا مذاکرہ کر سکے۔

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک درزی بچے کے پاس پہنچا، اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں ثرید کا پیالہ پیش کیا، اس پر کدو بھی ڈالے ہوئے تھے۔ وہ بچہ اپنے کام لگ گیا اور حضور اکرم ﷺ کدو تلاش کرنے لگے۔ میں بھی تلاش کرکے آپ ﷺ کے سامنے رکھنے لگا، اس کے بعد سے مجھے کدو سے محبت ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ اب آنحضرت ﷺ قیلولہ فرمائیں گے اور میں فارغ ہوں، میں بچوں کی طرف نکلا جو کھیل رہے تھے میں ان کا کھیل دیکھنے لگا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور کھیلنے والے بچوں کو سلام کیا پھر مجھے بلایا اور کسی کام سے بھیج دیا میں چلا گیا آپ ﷺ میری واپسی تک سانہ میں بیٹھے رہے۔ میں اس وقت اپنی والدہ کی خدمت میں جایا کرتا تھا لیکن اس دن میں اپنے وقت پر نہ پہنچ سکا جب میں اپنی والدہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا تم کیوں نہیں آئے؟ میں عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی کام سے بھیج دیا تھا انہوں نے پوچھا کہ کس کام سے؟ میں نے عرض کیا یہ حضور ﷺ کا راز ہے، انہوں نے فرمایا آنحضرت ﷺ کے راز کی حفاظت کرو۔

حضرت ثابت بنانیؒ جنہوں نے یہ حدیث حضرت انس ؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس ؓ نے فرمایا اگر میں کسی کو وہ راز بتاتا تو تمہیں بتاتا۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اے میرے پیارے بیٹے! جب تو گھر والوں پر داخل ہو تو سلام کیا کر یہ تیرے اور تیرے گھر والوں کے ئے باعث برکت ہوگا۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ با اخلاق تھے۔ آنحضرت ﷺ جب ہمارے پاس آتے تو میرے بھائی ابو عمیر سے فرماتے **یا ابا عمیر "مافعل النغیر"** "اے ابو عمیر بلبل نے کیا کیا؟ میرے بھائی کی ایک بلبل تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے اور نماز کا وقت ہوجاتا تو آپ ﷺ نے بچھونے کو جھاڑنے کا حکم فرماتے، اس پر جھاڑو پھیرا جاتا اور اسے جھاڑ لیا جاتا، پھر آپ ؐ

کھڑے ہوجاتے، ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوجاتے۔ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے۔ (۱۹)

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا آنحضرت ﷺ کی گود میں۔ میرا ہاتھ پیالے میں گھوم رہا تھا۔ مجھے آپ ﷺ نے فرمایا" اے بچے اللہ تعالیٰ کا نام لے، دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا اس کے بعد میرا کھانا یہی بن گیا۔

حضرت سہیل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے" اپنی شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ کیا اور ان کے درمیان فاصلہ رکھا (۲۰)۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جس وقت تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لئے پناہ مانگا کرتے تھے" میں تم دونوں کے لئے پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلی چیز سے اور ہر نظر بد سے" اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے" تمہارے باپ (ابراہیم) انہیں کلمات سے حضرت اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ کے لئے پناہ مانگا کرتے تھے" (۲۱)۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت عبداللہؓ اور عبیداللہ اور دیگر بنی عباسؓ کو ایک قطار میں کھڑا کردیتے اور فرماتے۔ جو مجھ تک پہلے پہنچے گا اسے یہ یہ ملے گا۔ پھر وہ دوڑتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے سینہ اور پیٹھ پر چڑھتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں چومتے اور اپنے ساتھ چمٹاتے تھے۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابسؓ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت حسنؓ کو چوم رہے تھے۔ حضرت اقرع کہنے لگے کہ میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ناک خاک آلود ہوجائے، پھر ناک خاک آلود ہوجائے، پھر ناک خاک آلود ہوجائے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کس کی ناک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، دونوں کو، یا ایک کو اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک روز میرے ہاں تشریف لائے اور مجھے فرمایا: کیا مجھے خبر نہیں کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کو عبادت بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو۔ بیشک تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے اور بیشک تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے اور ہوسکتا ہے کہ تیری عمر دراز ہو۔ تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھے، کیوں کہ ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح پوری زندگی کے روزے شمار ہونگے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت زینب بنت ام سلمہؓ سے کھیلتے تھے اور کئی بار فرماتے تھے **یازوینب**:(اے چھوٹی سے زینب!)۔

اسلام نے بچوں کی بہترین تربیت کیلئے سازگار ماحول فراہم کرنے کی ضرورت کا کس حد تک خیال کیا ہے؟ کہ میاں بیوی کے درمیان محبت رکھ دی، مردوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ گھر کی نگرانی کریں۔

{فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ} (۲۲)

"سو جو عورتیں نیک ہیں اور اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں"

اور حکم دیا کہ گھریلو اختلافات کو صلح کے ساتھ اچھے انداز میں ختم کرو۔

اسلام کی پوری کوشش ہے کہ بچوں کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں ہر قسم کے خلفشار اور انتشار سے یکسو ہوکر کامل طریقہ سے ان کی تربیت پر زور دیا جاسکے۔ تربیت میں سب سے زیادہ موثر والدین اور خاندان کی آپس میں محبت ہے۔ اگر کسی بچے کے گھر میں ہی اختلافات موجود ہوں تو وہ بچہ کبھی بھی یکسو ہوکر بہترین تربیت حاصل نہیں کرسکتا۔

بچے کے دل میں جو چیز بھی پیدا ہوتی ہے، مسرت اور خوشی یا غم اور خوف وغیرہ وہ اس کے دل میں کالمنقش فی الحجر ہوجاتی ہے، پھر انسان سازی زندگی اس کا اثر اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہے۔

یہ احساسات بچے کی لوح دل میں یقیناً نقش رہتے ہیں۔ لیکن بچہ چونکہ اظہار مافی الضمیر کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے وہ ان احساسات کی ترجمانی نہیں کرسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ} (۲۳)

" اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل، تاکہ تم شکر کرو"۔

بچے کے ابتدائی احساسات اگرچہ غیر واضح اور مبہم ہوتے ہیں لیکن بایں ہمہ والدہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت ودیعت فرمائی۔ ہے کہ وہ بچے کی طبیعت اور اس کے مزاج سے واقف ہوجاتی ہے۔ کیوں کہ ماں ہی ایک ایسی ہستی ہے جو بچے کے بہت زیادہ قریب رہتی ہے اور اس کا بچے کے ساتھ تعلق بھی بہ نسبت اوروں کے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

بچے کی تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ والدین کا موقف بچے کے سامنے ایک ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ایک تو بچے کو سزا دینا چاہے اور دوسرا اس کے دفاع میں لگا ہو، اس سے بچے کے دل میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ تربیت کے ضابطے یا معیار مقرر نہیں ہیں ۔ ہوسکتا ہے کہ لڑکا کسی ایک کی مخالفت کی جرات کر گذرے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ دوسرا میرا دفاع کرے گا۔ ہم نے بار ہا اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ والد بچے کو سزا دینا چاہتا ہے جبکہ ماں اس کا دفاع کررہی ہوتی ہے۔

اگر ہم یہ فرض بھی کریں کہ والدین میں سے ہر ایک کا موقف بچے کی تربیت کے حق میں مختلف ہے۔ پھر بھی والدین کے ذمہ لازمی ہے کہ وہ اپنے اس اختلافات کو بچے کے سامنے بیان نہ کریں تاکہ بچے میں پریشانی اور بے یقینی کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ بلکہ والدین کو چاہیے کہ دونوں اپنے اپنے انداز میں بچے کی تربیت کرتے رہیں۔

جب بچہ تھوڑا بڑا ہوجاتا ہے تو اس کے احساسات میں پختگی پیدا ہوجاتی ہے، وہ اپنے ماحول اور ساتھیوں سے متاثر ہوتا ہے، اگر اسے اچھے ساتھی میسر آجائیں تو اس کی بہتری کی امید ہوسکتی ہے اور اگر اچھے ساتھی میسر نہ ہوں تو اس کی عادات بگڑنے کا قوی امکان موجود ہے۔

ہم بچے کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹا ہے۔ اسے کسی چیز کی خبر نہیں، یہ ہماری بہت بڑی غلطی ہے، بچے کے اندر کسی چیز سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس سے نتیجہ اخذ نہیں کرسکتا، تاہم یہ بھی ضرور ماننا پڑتا ہے کہ وہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور بسا اوقات اسے بیان بھی کردیتا ہے۔ اور کبھی بچے سے غیر ارادی طور پر بھی وہ افعال سرزد ہوجاتے ہیں جو وہ دیکھتا یا سنتا ہے۔

اگر ہم بچے کی زبان دانی پر غور کریں تو حیران رہ جائیں کہ ایک چھوٹا سا بچہ کس طرح الفاظ کے معانی کو، آوازوں کو اور مفردات اور جملوں کو یاد کرلیتا ہے اور بلاتکلف ادا کرلیتا ہے۔ اس سے یہ

بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ بچے کے اندر سیکھنے کا مادہ موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہوا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مرد کو ترغیب دی ہے کہ وہ شادی کے لئے دیندار عورت کو ترجیح دے ،ارشاد نبوی ﷺ ہے: " عورت کے ساتھ چار باتوں کے سبب نکاح کیا جاسکتا ہے۔ مال کے سبب ،حسب نسب کے سبب، جمال کے سبب اور دین کے سبب پس تم دیندار کو ترجیح دو۔ بچوں کو عمدہ تربیت کے لئے دیندار ماں ایک بہترین تربیت گاہ ثابت ہوگی۔ اگر بچے کے بچپن ہی سے اچھے کام کی عادت ہوگئی تو بڑی عمر میں اس پر عمل بہت آسان ہوگا بلکہ بچپن کی عادت تو انسان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔

خوالدین اگر قرآن وسنت پر عامل ہوں اور اپنے بچوں کو بھی قرآن وسنت پر عامل بنانا چاہتے ہوں تو پھر وہ بچے کی تربیت اس انداز میں کرسکتے ہیں کہ بچہ صادق وامانت دار ہو، اسے خود اعتمادی بھی حاصل ہو اور تمام اچھے اخلاق پر بھی فائز ہو۔

سزا کے ذریعے تربیت تعلیم اسلامی کے منافی نہیں ہے تاہم بچے کی تربیت کا طبعی طریقہ یہی ہے کہ بچے کو نصیحت کے ذریعے اچھے امور کی طرف مائل کیا جائے لیکن تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے کہ جن بچوں نے سزا کے ذریعے تربیت حاصل کی ہے انہوں نے ایک کامیاب زندگی گذاری اور ایک درخشندہ مستقل کے حامل بنے۔ اور جن بچوں کی تربیت صرف نصیحت کے ذریعے ہی ہوئی تو وہ زندگی کے تھپیڑوں کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کرسکے۔

ہمیں یہ بات بہ خوبی سمجھ لینی چاہیے کہ بچے کی تربیت کے لئے سزا نقصان دہ امر نہیں ہے جیسا کہ مغربی لوگ اور کچھ مغرب زدہ مشرقی لوگ اس کا ڈھنڈورا پیٹے رہتے ہیں۔

اس تمام بحث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم سزا کو ایک ضروری امر قرار دے کر اس کی حمایت کررہے ہیں کہ بچے کی تربیت کی ابتداء ہی سزا سے ہو۔ بلکہ ہم تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مربی پہلے تو نصیحت سے ہی کام لے۔لیکن جب نصیحت بالکل ہی کارگر نہ ہو تو مجبوراً سزا کا سہارا لے تاکہ بچے کو اس سزا کے دوران اس چیز کا احساس ہوجائے کہ واقعۃً مجھ سے خطاء سرزد ہوئی تھی۔ اس سے انشاء اللہ بچہ معاشرہ میں ایک کامیاب انسان کے طور پر ابھرے گا۔

لیکن کیا ہر بچے کے لئے سزا ضروری ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بچے کی انفرادی طبیعت کو مدنظر رکھیں۔

بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے ایک بار کی سزا ہی کافی ہوتی ہے۔

لیکن بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک انہیں سخت سزا نہ دی جائے وہ باز نہیں آتے۔ انہیں نصیحت کرنا یا قہر آلود نگاہ سے دیکھنا یا احساس دلانا وغیرہ قطعاً کارگر نہیں ہوتا۔

اب یہ کام مربی کا ہے کہ وہ بچے کی طبیعت کا جائزہ لے اور دیکھے کہ اس کے لئے سزا ضروری ہے یا نصیحت؟ یا دونوں؟

اکثر مربی حضرات یہی فرماتے ہیں کہ بچے کو وقتاً فوقتاً دونوں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی اس کے لئے نصیحت وشفقت ضروری ہوتی ہے اور کبھی زجروتوبیخ اور سزا۔

الغرض بچوں کو تربیت کے لئے شریعت اسلامی نے جو ہدایتیں ہمیں عطا کی ہیں ان کی روشنی میں اگر والدین ان کی تربیت کریں تو نیک اور صالح لوگ وجود میں آئیں گے جن کے ذریعے ایک صالح معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی شرعی اصولوں پر استوار بچوں کی تربیت کا نظام اپنے گھروں میں، مدرسوں میں اور اسکولوں میں قائم کرنے کی محنت وجدوجہد کی توفیق عطا فرمائے جو کہ اس وقت سوسائٹی کی اہم ضرورت ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

حوالاجات:

۱۔ اسلم شیخوپوری، مولانا، صدائے محراب و منبر جلد اول صفحہ ۳۱ مصنف طارق محمود مکتبہ ختم نبوت غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔

۲۔ سورۃ الاسراء آیت نمبر ۲۴ پارہ ۱۵۔

۳۔ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۸ پارہ ۱۹۔

۴۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی سنن ترمذی، ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان حدیث نمبر ۱۹۱۴ صفحہ نمبر ۴۵۶

۵۔ ایضاً، ابواب القدر حدیث نمبر ۲۰۹۸ صفحہ نمبر ۴۸۱

۶۔ احمد خلیل، اولاد کی تربیت صفحہ نمبر ۴۷۰، ناشر بیت العلوم پرانی انارکلی بازار لاہور

۷۔ ترمذی، سنن ترمذی، باب ماجاء فی التسمیۃ علی الطعام حدیث نمبر ۱۸۱۵ صفحہ نمبر ۴۴۸

۸۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۸،

ناشر قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

۹۔ احمد خلیل، اولاد کی تربیت اردو ترجمۃ الطفل فی ضوء القرآن و السنۃ صفحہ نمبر ۳۷۲، ناشر بیت العلوم پرانی انار کلی بازار لاہور۔

۱۰۔ سورۃ التحریم آیت نمبر ٦ پارہ ۲۸۔۔

۱۱۔ احمد خلیل، اولاد کی تربیت اردو ترجمہ صفحہ ۳۸۲ الطفل فی ضوء القرآن و السنۃ، ناشر بیت العلوم پرانی انار کلی بازار لاہور۔

۱۲۔ ترمذی، ابو ب سنن ترمذبی، المناقب حدیث نمبر ۳۷۵۴ صفحہ نمبر ٦۹۸

۱۳۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸ پارہ ۱۰۔

۱۴۔ احمد خلیل ، اولاد کی تربیت صفحہ نمبر ۳۵۸ اردو ترجمۃ الطفل فی ضوء القرآن و السنۃ، ناشر بیت العلوم پرانی انار کلی بازار لاہور۔

۱۵۔ سورۃ المومنون آیت ۳-۱ پارہ ۱۸۔

۱٦۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ نمبر ٦۲۴، ناشر قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

۱۷۔ سورۃ الکھف آیت نمبر ۲۸ پارہ ۱۵۔

۱۸۔ احمد خلیل، ترجمہ اردو الطفل فی ضوء القرآن و السنۃ صفحہ نمبر ۳٦۵، ناشر بیت العلوم پرانی انار کلی بازار لاہور۔

۱۹۔ ترمذی، سنن ترمذی، ابواب البر و الصلۃ حدیث نمبر ۱۹۴۹ صفحہ نمبر ۴٦۳

۲۰۔ ایضاً، باب ماجاء رحمۃ الیتیم و کفالتہ، حدیث نمبر ۱۸۷۸ صفحہ نمبر ۴۵٦

۲۱۔ ایضاً، فی الرقیۃ من العین حدیث نمبر ۲۰۲۲ صفحہ نمبر ۴۷۰

۲۲۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۴ پارہ ۵۔

۲۳۔ سورۃ النحل آیت نمبر ۷۸ پارہ ۱۴۔